مرد درویش

میاں عطاء الرحمٰن طارق رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر محمد یٰسین ظفر حفظہ اللہ
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان
پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

وہ انسان بڑا خوش نصیب ہے جو دولت و ثروت، عزت و شہرت ملنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کر رہتا ہے۔ اس کے قول و عمل سے عاجزی و انکساری کا اظہار ہوتا ہے، جو اپنی خلوت و جلوت میں اپنے رب کو یاد رکھتا ہے۔ خدمت خلق، ہمدردی، خیر خواہی، ایثار و قربانی کو اپنا شعار بناتا ہے۔ نمود و نمائش سے بیزاری اور سادگی اختیار کرتا ہے۔ ایسے معدودے چند لوگوں میں ایک مرد درویش میاں عطاء الرحمٰن طارق بھی شامل ہیں جو 16 جنوری 2015 بروز جمعۃ المبارک رات 3 بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اسی روز دن تین بجے خوشاب میں ان کی نماز جنازہ شیخ التفسیر جامعہ سلفیہ حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ نے پڑھائی جبکہ دوسری نماز جنازہ رات آٹھ بجے جامع مسجد ابی ہریرہ کریم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں علامہ حماد لکھوی حفظہ اللہ نے پڑھائی اور انہیں کریم بلاک کے قبرستان میں اپنے والدین کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

درمیانہ قد، سفید رنگت، کھلا چہرہ، کشادہ پیشانی، چمکتی آنکھیں، گھنی داڑھی، حسین چہرہ، یہ ہیں میاں عطاء الرحمٰن طارق جو 1948ء کو حافظ آباد کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ممتاز سماجی و تنظیمی و جماعتی رہنما میاں فضل حق مرحوم تھے، جو قیام پاکستان کے بعد حافظ آباد میں مقیم ہوئے اور یہیں سے اپنے کاروبار کا آغاز کیا۔ بڑی محنت و

مشقت سے کاروباری دنیا میں نام پیدا کیا۔ قدرت نے انہیں سلیم الفطرت بنایا اور ساتھ ہی سخی دل بھی عطا کیا۔ انہوں نے اپنی آمدن کا وافر حصہ دعوت وتبلیغ، دینی تعلیم کے فروغ، خیراتی کاموں مساجد اور مدارس کی تعمیر صرف کرنا شروع کر دیا اور حافظ آباد میں پہلی جامع مسجد مبارک اور مدرسہ دارالحدیث محمدیہ کی تعمیر کی۔

میاں عطاء الرحمٰن طارق اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز حافظ آباد سے کیا۔ سکول کی تعلیم کیساتھ قرآن حکیم، اس کا ترجمہ بعض اہم سورتوں کا حفظ مدرسہ دارالحدیث میں کیا، پھر کالج کی تعلیم کیلئے لاہور تشریف لے گئے اور قانون کی ڈگری حاصل کی۔ میاں فضل حق مرحوم کاروبار کی وسعت کے ساتھ ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تنظیمی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے۔ بہت جلد انہیں مرکزی قیادت کا اعتماد حاصل ہو گیا اور انہیں بڑی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ جن میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی صدارت بھی تھی۔ اپنی دینی و تنظیمی اور جماعتی سرگرمیوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے آپ کے کاروبار کا بیشتر حصہ ان کے صاحبزادوں نے سنبھال لیا۔ میاں نعیم الرحمٰن مرحوم آپ کے ہمراہ تھے، جبکہ میاں عطاء الرحمٰن طارق کو خوشاب میں کول مائنز کے کام سپرد کر دیئے گئے۔ اس طرح آپ مستقل طور پر خوشاب اور بعد میں جوہر آباد سکونت پذیر ہوئے اور ایک کامیاب بزنس مین کا کردار ادا کیا اور کاروبار میں بے پناہ ترقی کی۔

میاں عطاء الرحمٰن طارق نے بہت کمال کا حافظہ پایا تھا۔ انہیں علامہ اقبال، مولانا حالی کے علاوہ پنجابی کے لاتعداد اشعار زبانی یاد تھے۔ خود بھی شاعری کرتے اور پورے ترنم کیساتھ اشعار سناتے تھے۔ ممتاز علماء ان کے ساتھ دلی محبت کرتے اور وہ بھی اپنے والد مرحوم کی وجہ سے تمام علماء سے محبت کرتے تھے۔ ان کی تقاریر سنتے، خطبات جمعہ یاد کرتے اور لوگوں کو سناتے تھے۔ مولانا محمد یحییٰ حافظ آبادی، مولانا محمد صدیق فیصل آبادی، مولانا علی محمد صمصام، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا معین الدین

لکھوی، مولانا محمد یحییٰ عزیز میر محمدی، مولانا عبدالخالق کراچی اور مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ کے ساتھ تو خاص تعلق تھا۔ بڑے احترام کے ساتھ ان کا نام لیتے۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ کے ساتھ تو گھریلو مراسم تھے۔

میاں عطاء الرحمٰن طارق طبعی طور پر بہت شریف النفس تھے۔ اسلام سے گہرا لگاؤ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیرت طیبہ کا گہرا مطالعہ کرتے، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے اور فرمائش کر کے دوسروں سے سنتے تھے۔ مولانا محمد ادریس سلفی صاحب نے خوشاب مرکزی دفتر میں خطبے کا آغاز کیا، تو بڑے اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے بلکہ اعلیٰ افسروں کو دعوت دیتے۔ جامعہ سلفیہ اور اس کے اساتذہ کے ساتھ خاص لگاؤ تھا۔ انہیں اپنی خوشیوں میں شریک کرتے تھے۔ چند ماہ قبل خوشاب مرکزی دفتر کی جگہ پٹرول پمپ کی تعمیر کا آغاز کیا۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں جامعہ سلفیہ کے اساتذہ اور راقم شریک ہوئے۔ تقریب سے فراغت کے بعد الگ مجلس لگائی۔ خوب باتیں کیں، اشعار سنائے، اور مختلف علماء کی طرز پر تقریر کی۔

خوشاب کی مرکزی جامع مسجد کی تعمیر نو اور توسیع کے بعد افتتاحی خطبہ جمعہ کے لیے حاضری ہوئی، تو پہلے میاں صاحب کی عیادت کے لیے ان کے گھر جوہر آباد گیا۔ چائے سے تواضع کی اور مسجد کی اہمیت اور اس کے کردار پر روشنی ڈالی اور ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ میری یہ ان سے آخری ملاقات تھی۔

میاں طارق نے پہلا سفر حج 1972ء میں اختیار کیا۔ میاں فضل حق پوری فیملی کے ساتھ شریک تھے، اس قافلہ میں مولانا محمد یحییٰ شرقپوری اور مولانا عبدالخالق رحمانی بھی ہمراہ تھے۔ ان بزرگوں کے ساتھ گزرے لمحات کو یاد کر کے آبدیدہ سے ہو جاتے اور ان کے ایمان افروز واقعات سناتے، سفر کی صعوبت اور مشکلات کے باوجود یہ سفر نہایت یادگار تھا۔

میاں طارق نے بہت اعلیٰ ذوق پایا۔ بہت عمدہ لباس زیب تن کرتے، زیادہ تر سفید یا کریم کلر کے کپڑے پسند کرتے، واسکٹ کا استعمال کرتے اور سر پر قراقلی ٹوپی پہنتے، اچھی گاڑی استعمال کرتے، بڑے وقار اور متانت کے ساتھ رہتے، فضول گفتگو سے اجتناب کرتے، صاف پاکیزہ گھر کا پکا کھانا پسند کرتے، سادہ اور پھیکا کھانا تناول کرتے۔ دوست احباب کی دعوت کرتے، وسیع دستر خواں سجاتے اور خوشی محسوس کرتے۔

کچھ سال قبل آپ روحانیت کی طرف مائل ہوئے، کچھ وظائف پڑھتے اور ریاضت کرتے، اگرچہ یہ تجربہ کامیاب نہ ہوا، بعض لالچی اور دولت کے حریص لوگوں نے آپ کو کافی نقصان پہنچایا، آپ ان کی حرکتوں سے پوری طرح باخبر تھے، کہ یہ لوگ بھی چور اور ڈاکو ہیں اور صرف دولت کے لالچ میں کبھی مجھے مرشد پاک اور کبھی پیر صاحب کہتے ہیں، لیکن یہ جان کر خاموش رہتے کہ اگر میں نے اظہار کر دیا، تو یہ شرمندہ ہونگے۔ آپ شوگر اور بلڈ پریشر کے مریض تھے۔ اطباء اور ڈاکٹروں کے علاج کی بجائے روحانی علاج کو ترجیح دیتے۔

آپ بڑے شفیق اور مہربان تھے، دل کے غنی تھے، صدقہ خیرات کرتے اور آپ میں یہ خوبی تھی کہ اپنے ملازموں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے، ان کی ضرورتوں کو خاموشی سے پورا کرتے، بروقت تنخواہیں دیتے، ان کی خوشیوں اور غموں میں شریک ہوتے۔

میاں طارق کی رحلت سے جہاں اہل خانہ ایک شفیق باپ اور سرپرست سے محروم ہوئے وہاں ہم بھی ایک کریم النفس اور مہربان بھائی سے محروم ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ گزرے ہوئے ایام بہت یاد آتے ہیں، جن سے خوبصورت یادیں وابستہ ہیں۔ ان کی باتیں اور حسن سلوک مدتوں یاد رہے گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے، انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے، ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور صالحین کے ساتھ انجام فرمائے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ